

عورت کو مارنا

کیا قرآن پاک یہ حکم دیتا ہے کہ عورت کو شریعت پر چلانے کے لئے مارو؟ اس سلسلے میں یہ بات مضمونہ خیز ہے۔ کچھ ایسے لوگ جو مجموعی طور پر اسلام کی الف ب تک سے واقف نہیں ہیں اور جتنا علم رکھتے بھی ہیں اس کا ہزارواں حصہ بھی اس کے مطابق عمل کرنے سے قاصر ہیں۔ وہ قرآن پاک کی کچھ اس قسم کی آیات جوان کے دل کو بھاجاتی ہیں پکڑ لیتے ہیں اور قرآنی آیات کو تھیار بنانے کے جاستعمال کرتے ہیں۔ سب سے پہلی اور قابل غور بات یہ ہے کہ یہ آیت اس طرح سے نہیں نازل ہوئی بلکہ پوری آیت کچھ اس طرح ہے:

”اور جو عورتیں ابھی ہوں کہ تمہیں ان سے سرکشی کا خوف ہو انہیں زندگی سے سمجھاؤ اور انہیں (اگر وہ روابصالح نہ ہوں تو پھر) خواباً ہوں میں تھا چھوڑ دواو (پھر بھی اصلاح پڑی رہے ہوں) تو مارو پھر وہ تھماری اطاعت اختیار کر لیں تو ان کے خلاف راہ نہ ڈھونڈو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بری بلندی اور برداہی والا ہے۔“ (النساء : ۳۲)

اب اس کی تفصیل سنت و حدیث کی روشنی میں دیکھئے ہیں۔ ایک مرتبہ ایک خاتون نبی پاک ﷺ کے پاس آئی اور شکایت کی کہ میرا خاوند مجھے مارتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ تم بھی اسے مارو۔ یہ سن کر وہ خاتون چل پڑی لیکن ابھی دروازے تک پہنچی ہی تھی کہ نبی پاک ﷺ پر وہی نازل ہوئی اور آپ ﷺ نے اس عورت کو واپس بلا کر منع فرمایا کہ خاوند پر باتھنے اٹھانا۔ اس حکم کے اندر اتنی گہرا ہی جو کسی بھی انسانی ذہن کے مدد مقابلہ نہیں ہوگی۔ اندازہ لگائیے اگر مار کنٹائی کا یہ نہ ختم ہوئے والا سلسلہ شروع ہو جاتا تو گرتباہ ہو جاتے اور نقصان ہر طرح سے عورت کا ہی زیادہ ہوتا۔ اللہ کا حکم اور نبی پاک ﷺ کی فرمائبرداری لازم و ملودم تھیں۔ لیکن نبی پاک ﷺ نے بہت بے دلی سے اس کا حکم دیا اور پھر بھی اس سے بچنے کی سخت تاکیدی۔ بہر حال ہمارے لئے اللہ کا حکم نبی پاک ﷺ کی خواہش سے بھی بڑھ کر اہم ہے۔ لہذا ہم اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے کہ چونکہ اسلام کے دائرہ عمل میں خاوند کو گھر کا سربراہ ہے۔ جہاں وہ طرح کی بیوہ دکاذمہ دار ہے وہاں گھر کے ماحول کا بھی ذمہ اسی پر ہے۔ البتہ اگر کوئی خاوند وہ فرائض ہی پورے نہ کر سکے جو اللہ نے اس پر لازم کئے ہیں تو وہ اس بات کا بھی مجاز نہیں کہ اپنی مرضی چلا سکے۔ نبی پاک ﷺ نے جس وقت یہ حکم سنایا تو لوگوں کو تاکیدی کی کہ اس سے بچنے کی

شوک پورے کر لیتی ہے۔ لہذا اس قرآنی حکم پر عمل پیرا ہونے سے پہلے دین کے علم پر دسترس ضروری ہے۔ اسلام نہیں جو طرز زندگی دیتا ہے وہ جاہلوں کے لئے نہیں بلکہ ان لوگوں کے لئے ہے جو حکم کی بدولت سوچ جو بحد رکھتے ہیں۔ بیکا وجہ ہے کہ علم حاصل کرنا ہر مرد اور عورت پر فرض کیا گیا ہے۔ وہی وجہ جو اس دنیا میں ایسا نظام لے کر آیا ہے کہ آج امریکہ اور یورپ کی تہذیب یا فافتوشی سب کچھ اسی سے سیکھ رہی ہیں۔ کسی جاہل کے ہاتھ ایک قرآنی آیت لگ جائے تو کیا ہو گا اس کا ثبوت "BBC" کی دستاویزی فلم دیکھ کر کیا جا سکتا ہے۔ جس میں دین کے بڑے بڑے علماء بھی وضاحت نہ کر سکے کہ اسلام میں عورت کو مارنے کا کیا مطلب ہے اور ساری دنیا کو ہمارے حال پر پہنچنا کا موقع مغل گیا۔

اس مسئلے کی مزید وضاحت نہیں نبی پاک ﷺ کے آخری خطبے سے ملتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”کوئی عورت خاوند کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے۔“

(ترمذی)

”دیکھو! تمہارے اوپر تمہاری عورتوں کے کچھ حقوق ہیں۔ اسی طرح ان پر تمہارے حقوق واجب ہیں۔ عورتوں پر تمہارا حق ہے کہ وہ اپنے پاس کسی ایسے شخص کو نہ بلائیں جسے تم پسند نہیں کرتے اور وہ خیانت نہ کریں۔ کوئی کام کھلی بے حیائی کا نہ کریں جسے تم پسند نہیں کرتے۔ اگر وہ ایسا کریں تو اللہ کی جانب سے اس کی اجازت ہے کہ انہیں معمولی جسمانی سزاد اور باز آجائیں تو انہیں اچھی طرح کھلاؤ پلاؤ۔ عورتوں سے بہتر سلوک کرو۔ کیونکہ وہ تمہاری پابندیں اور خود اپنے لئے کچھ نہیں کر سکتیں۔ چنانچہ ان کے بارے میں اللہ کا لحاظ کرو کہ تم نے انہیں اللہ کے نام پر حاصل کیا ہے اور وہ اسی نام پر تمہارے لئے ہیں۔“ (ترمذی)

ان سارے حقائق کی روشنی میں یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ اور نبی پاک ﷺ کا منشاء کیا ہے۔ اس مار کے معنی وہ ہر گز نہیں ہیں جو بظاہر نظر آتے ہیں۔ یعنی مارنے سے پہلی کی صورت حال بالکل واضح کر دی گئی ہے۔ دراصل اسلام وہ دین ہے جو برائی تک پہنچنے کے راستے ہی بذرکھنا چاہتا ہے۔ عورتیں گھروں کی محافظت ہوتی ہیں۔ اتنی بڑی ذمہ داری جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر ڈال دی گئی ہے پوری کرنے کے لئے بڑے سخت دل ہونے کی ضرورت ہے جبکہ عورتیں زم دل واقع ہوئی ہیں۔ اس مسئلے کا حل

کیسے کہاں اور کس پر لا گو کیا جائے۔ اس کی مکمل تعلیم ہمیں حدیث شریف میں ملتی ہے۔ زنا کو قابل جرم نفلد ۳ ہی میں قرار دیا گیا لیکن اس وقت تک کوئی قانون وضع نہیں کیا گیا تھا۔ اس کے اڑھائی تین سال بعد یہ آیات باتفاقہ قاعدے کے طور پر نازل ہوئی۔ زنا کی یہ سزا غیر شادی شدہ عورت اور آدمی کے لئے ہے۔ شادی شدہ عورت اور آدمی کے لئے رجم یعنی سنگار کا طریقہ ہمیں حدیث سے ملتا ہے۔ اس طریقہ کار کو نبی پاک ﷺ نے صرف قولًا بلکہ عملًا رانج کیا۔ آئیے ان چند اصولوں کا جائزہ یعنی ہیں جو ان سزاوں کو نافذ کرنے سے پہلے ایک اسلامی معاشرے کا حصہ ہونا ضروری ہیں۔ یہ حدود ہیں جن کے اندر رہ کر ہم یہ قوانین نافذ کر سکتے ہیں۔

۱۔ اسلامی قانون حکومت ہونے کے علاوہ یہ حق کسی کو نہیں ہے کہ زنا کے سلسلے میں فرد جرم عائد کرے یا سزا دے۔

۲۔ اسلامی قانون زنا کی سزا کو قانون مملکت کا ایک حصہ قرار دیتا ہے اس لئے مملکت کی تمام رعایا پر یہ حکم لا گو ہوا چاہے وہ مسلم ہے یا غیر مسلم۔

۳۔ رجم کی سزا غیر مسلموں پر جاری کرنے پر امام ابو حنیفہؓ کا اختلاف ہے اور یہ اختلاف اس بیان پر نہیں ہے کہ یہ قانون مملکت نہیں ہے بلکہ اس بیان پر ہے کہ ان کے نزدیک رجم کی شرائط میں سے ایک اہم شرط انی کا پورا محسن ہونا ہے اور احصان کی تجھیں اسلام کے بغیر نہیں ہوتی اس لئے وہ غیر مسلم کو رجم کی سزا سے غیر معینؓ قرار دیتے ہیں۔

۴۔ اسلامی قانون یہ لازم نہیں کرتا کہ کوئی شخص اپنے جرم کا خود اقرار کرے یا کوئی لوگ جو کسی کے جرم سے واقف ہوں وہ ضرور ہی حکام تک خبر پہنچائیں۔ البتہ اگر حکام کو اطلاع مل ہی جائے تو پھر معافی کی گنجائش نہیں رہتی۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ تم میں سے جو شخص ان گندے کاموں میں ہی کسی کا مرٹکب ہو جائے تو اللہ کے ذلیل ہوئے پر دے میں چھپا رہے۔ لیکن اگر وہ ہمارے سامنے اپنے پردہ کھولے گا تو ہم اس پر اللہ کی کتاب کا قانون نافذ کر کے ہی رہیں گے۔

۵۔ اسلامی قانون میں یہ جرم قابل راضی نام نہیں ہے۔

۶۔ اسلامی حکومت کسی شخص کے خلاف زنا کے جرم میں کوئی کارروائی نہیں کرے گی جب تک کہ اس جرم کا ثبوت نہ نزل جائے۔ مدینہ میں ایک عورت کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ بدکار ہے۔ لیکن کوئی ثبوت نہیں تھا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ:

زنا

آخری اور سب سے اہم مسئلہ جس پر اب ہم بحث کریں گے وہ زنا سے متعلق ہے۔ اس مسئلے کے حل کے لئے بہت اہم اصول اور ضوابط مربوط کئے گئے ہیں۔ مثلاً

قرآن پاک کی سورۃ نور میں ارشاد پاری تعالیٰ ہے:

” یہ ایک سورت ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے اور اسے ہم نے لازم کیا ہے اور اس میں ہم نے صاف صاف ہدایات نازل کی ہیں شاید کہ تم سبق تو۔“ (النور : ۱)

ان آیات میں اللہ کا طرز بیان سخت ہے۔ ”ہم“ پر زور دیانا خاص معنی رکھتا ہے۔ ان احکامات کا نازل کرنے والا کوئی اور نہیں بلکہ ”ہم“ ہیں سے مراد اللہ بزرگ و برتر کی ذات ہے۔ اس لئے اسے کسی بے زور صالح کے کلام کی طرح ایک ہلکی چیز نہ سمجھ بیٹھنا۔ خوب جان لاؤ کہ ان احکامات کا نازل کرنے والا وہ ہے جس کے قبیلے میں تمہاری جانیں اور قشیں ہیں اور جس کی گرفت میں سے تم مرکب ہیں جو چھوٹ سکتے۔ دوسرے فقرے میں بتایا گیا ہے کہ جو باقی اس سورت میں کی گئی ہیں وہ محض سفارشات یعنی ”Suggestions“ نہیں ہیں کہ کرالو تو ٹھیک ہے ورنہ کوئی بڑی بات نہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ یہ قطعی احکام ہیں جن کی پیروی کرنا لازم ہے۔ تیرے فقرے میں بتایا گیا ہے کہ ہم نے واضح ہدایات دی ہیں تاکہ تم کوئی بہانہ نہ بناو کہ سمجھ نہیں آئی تھی تو ہم عمل کیسے کرتے۔ اصل احکام نازل کرنے سے پہلے اس تمہید کا مقصد انسانی ذہن کو ان کی قبولیت اور عمل کے لئے تیار کرنا تھا اور اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ کسی اور سورت کے نازل ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اس طرح کا انداز کلام نہیں اپنایا۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سورۃ النور میں دیے گئے اصول زندگی اور قوانین کی تھیں اہمیت رکھتے ہیں۔ سورۃ النور کی دوسری آیت یوں ہے:

” زانیہ عورت اور زانی مددوں میں سے ہر ایک کو سوسودتے مارا اور ان پر ترس کھانے کا جذبہ اللہ کے دین کے معاملے میں تم کو دامن گیرنہ ہو اگر تم اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور ان کو سزا دیتے وقت الہ ایمان کا ایک گروہ بھی موجود ہو۔“ (النور : ۲)

یہ قرآنی حدود ہیں جو زنا کے سلسلے میں دی گئیں ہیں۔ یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس سزا کو کب

یہی ہے کہ عورتیں گھروں میں اپنی پوزیشن کو سمجھیں تاکہ ایسی نوبت ہی نہ آئے کہ خاوند کو کسی بات پر بخخت کرنی پڑے۔ البتہ اگر یہوی بالکل ہی نہ سمجھ پائے کہ اس کے کیا حقوق و فرائض ہیں تو گھر کا ماحول تباہ ہونے سے بچانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ گھر کا سربراہ اپنی ہر کوشش کر ڈالے تاکہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے۔ اس کے لئے اس پر تھوڑی سختی بھی کرنی پڑے تو جائز ہے۔ گھر ایک ایسی جگہ ہے جہاں بچے پرورش پاتے ہیں اسی صورت میں یہ ممکن ہے کہ کسی بھی غلط بات پر سمجھتا کیا جائے۔ غلطی چاہے عورت کرے یا مرد دنوں صورتوں میں برابر گناہ ہے لیکن دنوں صورتوں میں روکنے کا طریقہ نہ صرف مختلف ہے بلکہ میں دنوں کی نسبیات کے مطابق ہے۔ یہ طریقہ اسی اللہ تعالیٰ کے بناء ہوئے ہیں جس نے عورت اور مرد کو تخلیق کیا ہے۔ ان میں اختلاف کی گنجائش نہیں ہے۔

- 24۔ زانی کو وہی سزا دی جائے جو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اگر کسی دوسری سزا سے اسے بدلنا جائے تو صرف رحم و شفقت ہو۔ اگر اس خیال سے کہ کوڑوں کی سزا کو حشیانہ سزا سے بدلایا تو یہ قطعی کفر ہے۔ معاذ اللہ اللہ کو غلط سمجھنا صرف ان لوگوں کا کام ہے جو ذیل ترین منافق ہیں۔
- 25۔ سزا علی الاعلان عام لوگوں کے سامنے دی جائے تاکہ ایک طرف مجرم کو نصیحت ہو اور دوسری طرف عوام الناس کو۔

حدید ف کا حکم جب نازل ہوا تو لوگوں میں یہ بے چینی پھیل گئی کہ غیر آدمی اور غیر عورت کی بد چلنی دیکھ کر تو آدمی صبر کر سکتا ہے گواہ نہ ہوں تو چپ، ہی کر جائے لیکن اپنی بیوی کو کسی دوسرے کے ساتھ دیکھ کر کس طرح برداشت کرے۔ کیا ایسے موقع پر گواہ لینے چلا جائے؟ صبر کرے بھی تو کیسے؟ یہی معاملہ کسی بیوی کا اپنے خادم کے ساتھ غیر عورت کو دیکھنے کا ہے۔ کئی لوگوں نے آ کرنی پاک ﷺ سے یہ سوال بھی کیا۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی کہ اللہ اس مسئلے کا حل نکال!

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ہلال بن امید نے آ کر اپنا معاملہ پیش کیا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ شہوت لا و در نرم پر حدید ف لگے۔ صحابہ کرامؓ میں سخت پریشانی پھیل گئی اور ہلال نے کہا کہ اس اللہ کی قسم جس نے آپ ﷺ کو نبی بنا کر بھیجا ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ اللہ ایسا حکم نازل کرے گا کہ منہ میں ہل ہو جائے گا۔ اس موقع پر وہ آیات نازل ہوئی ہیں اسلامی قانون کی اصلاح میں لحاظ کیا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

”اور جو لوگ اپنی بیویوں پر الام لگائیں اور ان کے پاس خود ان کے اپنے سوا دوسرا کوئی گواہ نہ ہو تو ان میں سے ایک شخص کی شہادت (یہ ہے کہ وہ) چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ سچا ہے اور پانچوں بار کہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹا ہو اور عورت سے پہزادہ طرح مل سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کی شہادت دے کہ یہ شخص جھوٹا ہے اور پانچوں مرتبہ کہے اس بندی پر اللہ کا غضب ٹوٹے گا اگر وہ سچا ہو۔“ (النور : ۹۰-۹۱)

اس حکم کے نازل ہونے کے بعد ہلال بن امید اور اس کی بیوی دونوں عدالت نبوبی ﷺ میں حاضر ہوئے اور کاروائی کے بعد ثابت ہوا کہ اس عورت نے گناہ کیا اور جھوٹی قسم کھا کر سزا سے بچ گئی۔ دونوں میاں بیوی جدا کر دیئے گئے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ:

12۔ اقراری مجرم سے نہیں پوچھا جائے گا کہ اس نے کس سے زنا کیا ہے کیونکہ اس طرح دو کو سزا دینی پڑے گی۔ البتہ اگر مجرم خود بتا دے کہ دوسرا کون تھا تو پھر دوسرے فریق سے اقرار لیا جائے گا۔ اگر وہ مانے تو اس کو بھی سزا ہو گی اور اگر وہ نہ مانے تو صرف ایک بھی کو سزا ملے گی۔

13۔ کوڑوں کی سزا ایسی ہوئی چاہئے کہ وہ جلد تک رہے گوشت تک نہ پہنچے۔ ایسی چوتھہ قرآن پاک کے حکم کے خلاف ہے۔

14۔ کوڑا در میانہ درجے کا ہونا چاہئے۔ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ نے سزا کے لئے کوڑا طلب کیا تو جو کوڑا الیا گیا وہ استعمال سے بہت کمزور ہو چکا تھا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا اس سے سخت لادا بھر ایک نیا کوڑا الیا گیا جو کہ استعمال نہ ہونے کی وجہ سے بہت ہی سخت تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا دونوں کے درمیان لاو۔ پھر ایسے کوڑے کو لایا گیا جو سواری کے لئے استعمال ہوتا تھا وہی آپ ﷺ نے استعمال کیا۔

15۔ گردگار کوڑا مارنا بھی منوع ہے اور دو شاخ والا بھی۔

16۔ مار بھی اوسط درجے کی ہوئی چاہئے۔ حضرت عمرؓ مارنے والے کو ہدایت کرتے تھے کہ اس طرح مار کہ تیری بغل نہ کھلے۔

17۔ ایک ہی جگہ نہیں مارنا چاہئے بلکہ منه اور نازک حصوں کو چھوڑ کر باقی تمام حصوں کی پٹائی کرنی چاہئے۔

18۔ مرد کو کھڑا کر کے مارنا چاہئے اور عورت کو بیٹھا کر۔

19۔ سخت گرمی اور سخت سردی کے وقت مارنا منوع ہے۔

20۔ جائزے میں گرمی کے وقت اور گرمی میں سختے وقت مارنے کا حکم ہے۔

21۔ مارنے کا کام ابتدہ جلا دوں کی بجائے صاحب علم و بصیرت سے لینا چاہئے جو شریعت کے تقاضے پورے کر سکیں۔

22۔ اگر مجرم مریض ہو اور اس کے محنت یا بیماری کی امید نہ ہو یا بہت بڑھا ہو تو سو شاخوں والی ایک ہنی یا سوتیلوں والا جھاڑوں ایک بارہی مارا جائے۔

23۔ اگر زنا شہادتوں سے ثابت ہو جائے تو گواہ ضرب کی ابتداء کریں گے اور اگر سزا اقرار کی بنیاد پر دی جائی ہو تو قاضی خود ابتداء کرے گا تاکہ کوئی اپنی گواہی یا فیصلے کو مذاق نہ سمجھے۔

”اگر میں شوت کے بغیر جم کرنے والوں میں سے ہوتا تو اس عورت کو ضرور جم کروادیتا۔“
7۔ اس جرم کا پہلا ممکن ثبوت یہ ہے کہ اس پر شہادت قائم ہو۔ اس شہادت کی شرائط کچھ یوں ہیں۔
(i) کم از کم چار یعنی شاہد ہونے چاہئیں۔
(ii) گواہ ایسے ہونے چاہئیں جو قابلِ اعتقاد ہوں مثلاً وہ پہلے کسی مقدمے میں جھوٹے گواہ ثابت نہ ہو چکے ہوں خائن نہ ہوں پہلے کے سزا یافتہ نہ ہوں اور ملزم سے ان کی دشمنی ثابت نہ ہو۔
(iii) گواہوں کو اس بات کی شہادت دینی چاہئے کہ انہوں نے عین موقع پر دونوں کو دیکھا ہے۔ صرف ایک کمرے میں ہوتا ہیاں تک کہ صرف ایک بستر پر ہوتا ہیا پھر صرف بس کے بغیر ہوتا ہی بھی قابلِ رجم جنم نہیں ہے۔ یعنی براہی اتنی پھیل جائے کہ کھلے عالم ہو جائے تب ہی تو یہ بات سب تک پہنچ جائے گی اور گواہ بھی مل جائیں گے۔

8۔ اتنی بڑی سزا کے لئے ناگزیر ہے کہ یا تو شہادت موجود ہو یا اقرار نامہ۔ حدیث شریف ہے ”سزاوں کو دفع کرو جہاں تک کہ ان کو دفع کرنے کی گنجائش پاؤ۔“ اس طرح ایک اور حدیث میں فرمایا کہ:

”مسلمانوں سے سزاوں کو دور کرو جہاں تک کہ ممکن ہو۔ اگر کسی ملزم کے لئے سزا سے بچنے کا راستہ نکلتا ہو تو اسے چھوڑ دو۔ کیونکہ حاکم کا معاف کر دینے میں غلطی کر جانا اس سے ہمتر ہے کہ وہ سزا دینے میں غلطی کر جائے۔“

9۔ اگر کوئی زنا کا الزام لگائے اور پھر چار گواہ نہ لاسکے تو اس کی سزا یہ ہے کہ اسے اسی کوڑے لگائے۔ شریعت کی اصطلاح میں اسے حدید ف کہتے ہیں اور آئندہ اس کی گواہی کبھی نہ لی جائے۔ ارشاد ربانی ہے:

”اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں اور پھر چار گواہ نہ لاسکیں تو ایسے لوگوں کو اسی ڈرے لگاؤ اور ان کی گواہی قبول نہ کرو اور یہ لوگ فاسق ہیں۔“ (النور : ۲)

10۔ چاروں گواہوں سے الگ الگ تفصیلات پوچھی جائیں اخلاف کی صورت میں شہادت ساقط ہو جائے گی۔

11۔ اگر ایک عورت پر جرم ثابت ہو جائے اور وہ حمل سے ہو تو پچھے ہونے کے بعد پچھے کو دو دھپلانے تک کی مدت کی مہلت دی جائے گی اور بعد میں رجم کیا جائے گا۔

”اگر اللہ کی کتاب پہلے فیصلہ نہ کرچکی ہوتی تو میں اس عورت کے ساتھ بڑی طرح پیش آتا۔“

لماں کے بعد میاں بیوی کا رشتہ ٹوٹ جاتا ہے اور دوبارہ نکاح ممکن نہیں۔ غور کریں اسلام میں ہر مسئلے کی طرح زنا کے سلسلے میں سزا کا مکمل نظام ہے۔ جس میں رجحان پر دو پوچھی اور معافی کی طرف ہے۔ ان قوانین کی تفصیلات دیکھنے کے بعد ان لوگوں کی جرأت پر غور کریں جو اس نظام کو غیر انسانی کہتے ہیں۔ جبکہ اس طرح کے گھمیزیر مسائل کا حل یہ دنیا آج تک نہیں تکال سکی اور نہ ہی تکال سکے گی۔ اگر تمام دنیا کے ماہر علوم بھی اکٹھے ہو جائیں تو اس نظام کا کوئی تو نہیں ہے جو اس کائنات کے بناءے والے نے بنایا ہے۔ یہ ایک ایسا دین ہے جو لوگوں کو ٹکلکیوں پر لٹکا کر رکھنے کی بجائے ایک ایسا معاشرہ دینا چاہتا ہے جس میں لوگ خود اتنے باضمیر ہوتے ہیں کہ سزا کے ڈر سے زندہ رہتے ہیں یا پھر مر جانا پسند کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کے زمانے میں کئی لوگوں نے آکر خود اپنے گناہ کا اقرار کیا۔ ہمیں یہ مزائیں نافذ کرنے سے پہلے ایک روشن خیال اور باضمیر معاشرہ تکمیل دینا ہوگا جس معاشرہ میں لوگ تعلیم یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ علم یافتہ بھی ہوں اور انساف کا بول بالا ہو۔

اسلام دین کا مل ہے ہم جتنی زیادہ کھوج لگائیں اور جتنا اس کی گہرائی میں جائیں گے یہ حقیقت واضح تر ہوتی چلی جائے گی کہ اس نظام زندگی سے بہتر کوئی نظام انسانیت کے لئے نہیں ہے۔ یہ نظام نہ صرف آسان بلکہ عین فطرت انسانی کے مطابق ہے۔ اس نظام کو شکل یا ناقابل عمل سمجھنا ہی ہمارا سب سے بڑا نقصان ہے۔ اسلام کی روح کو سمجھنا چاہئے اور سب کو مل کر کوشاں کرنی چاہئے کہ ہم پر اللہ کے بنائے ہوئے قوانین نافذ ہوں تاکہ ہم سب کی زندگی آسان ہو۔

ہم کہاں جا رہے ہیں؟

آج کل کا دور کمپیوٹر کا دور ہے۔ زندگی کافی تیز ہو گئی ہے۔ وقت گزرنے کا قلعہ احساس نہیں ہوتا۔ ہر جانب ایک دوڑگی ہوتی ہے ایک دوسرے سے آگے کل جانے کی دوڑ، ایک دوسرے کو نجا دکھانے کی دوڑ، کسی نہ کسی طرح آگے بڑھ جانے کی دوڑ، زیادہ سے زیادہ فوائد اٹھانے کی دوڑ۔ اس دوڑ میں اگر ہمیں کسی کار سمجھی کچلانا پڑے تو دریخ نہیں کرتے۔ اس دور میں ہماری ضروریات میں اتنا اضافہ ہو گیا ہے کہ ہمارے ایمان کی پختگی خشنہ پڑتی چاہی ہے۔ وہ لوگ جو کہ سامنہ ستر سال کی زندگی برکر کچے ہیں اگر یہ کہا جائے کہ بھی وہ لوگ ہیں جو کہ آج کے حالات سے مایوس لوگ ہیں تو بے جانہ ہو گا۔

اگر ان لوگوں سے آج کل کے حالات کو بدلتے کو کہا جائے اور یہ یقین دلانے کی کوشش کی جائے کہ ابھی کچھ نہیں بگڑا اور بہت کچھ بدلا جاسکتا ہے۔ ہم آج اگر نعرہ لگاتے ہیں کہ ہم زندہ قوم ہیں تو ہم یہ ثابت بھی کر سکتے ہیں کہ ہم واقعی زندہ قوم ہیں اور ہم آج کے نہ ہے حالات کو واقعی بدلتے کا عزم رکھتے ہیں تو ان میں سے بہت سے لوگوں کا یہ نظریہ ہوتا ہے کہ بیٹھا بھی جوانی کا جوش ہے یا ایمان کی پختگی دو دنوں میں خشنہ پڑ جائے گی۔ جب دنیا میں نکلوگے اور بیوی بچوں کا بوجھ سر پر پڑے گا تو پھر تمام بدلتے اور بدلا نے کے نعرے بند ہو جائیں گے۔

ان تمام باتوں کو سن کر اکثر ایک مایوسی جنم لیتی ہے یہ مایوسی آہستہ آہستہ ہمارے سارے بدن میں سراہیت کر جاتی ہے اور ہماری سوچ کو بھی گند بنا دلتی ہے۔ پھر آج کی جوان نسل یہ سوچتی ہے کہ اگر ہمارے بزرگ اور ہمارے سے تجربہ کار لوگ کچھ نہیں کر سکتے تو پھر ہم کس کھیت کی مولی ہیں۔ ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ اپنے سر پر اتنی ذمہ داری لیں اور اپنا عیش و آرام چھوڑ کر دنیا کو بدلتے کے لئے چل پڑیں۔ یاد رکھیں دنیا میں جتنی بھی ترقی ہو چکی ہے اور وہ ملک جو آج ترقی یافتہ ملکوں کی صفت میں کھڑے ہیں اور دنیا کو اپنے سامنے ناچتا ہوادیکھتے ہیں یہ کسی ایک شخص کے خواب کی تعبیر ہے۔ تمام ادوار میں کوئی نہ کوئی شخص یا گروپ اپنا ضرور ہوتا ہے جو کہ اپنی قوم کو ایک ایسی راہ دکھاتا ہے کہ پھر آنے والی تمام نسلیں نہ صرف یہ کہ اس محنت کا بچل کھاتی ہیں بلکہ وہ آگے بھی ایسی نسلیں تیار کرتی ہیں۔ بات ہو رہی تھی کہ ہمارے بزرگوں کا ہمیں حوصلہ دینے کی بجائے کچھ ایسی باتیں کرنا جن سے ہمارے بھی حصے ٹوٹنے کا اندریشہ ہوتا ہے۔ ہمارے بزرگوں کا تجربہ بالکل صحیح ہے اور یہ ایک طرح سے ان کا حق بتتا ہے کہ وہ اپنے

تجربے سے یکجی ہوئی بات کو ہم بک مختل کرنے کی کوشش کریں لیکن جب ایسی باتیں کی جاتی ہیں کہ یہی بچوں کا بوجھ پڑے گا اور گھر سنبھالا پڑے گا تو اپنے ایمان کو ایک دفعہ پھر دھوکا سالگتہ ہو احسوس ہوتا ہے۔ یہاں پر جو بات قابلی غور ہے وہ یہ ہے کہ ہمارا ایمان کس چیز پر ہے؟ ہم کس بات کے مسلمان ہیں؟ کیا ہمارا مسلمان ہونا صرف نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کی حد تک محدود ہے یا ان تمام چیزوں کی عملیت سے بھی ہے؟ کچھ دن پہلے کی بات ہے کہ لوگوں کے ایک گروپ سے یہ سوال کیا گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ سے ایک فرمائش پوچھتا ہے جو کہ اسی وقت پوری ہو جائے تو آپ کیا چیز ماگنی گے؟ اس سوال میں خاص طور پر اس بات پر زور دیا گیا کہ آپ نے چیز ماگنی ہے۔ لیکن جمرت کی بات یہ تھی کہ اس گروپ میں سے کسی ایک نے بھی کسی چیز کا ذکر نہیں کیا۔ (چیز ایک ایسی تھی جو کہ دیکھی جاسکے اور چھوئی جاسکے) ہر کسی نے جو مانگا ہے عزت پیار، شہرت، جنت اور اسی قسم کی کوئی چیز جو دیکھی نہیں جاسکتی صرف محضوں کی جا سکتی تھی۔ یہ جو بات توقعات کے مطابق تھے خیال تھا کہ شاید کوئی شخص کوئی چیز بھی اللہ سے مانگے لیکن (سب کے سامنے) کسی نے بھی کوئی چیز نہیں مانگی۔ اگر ان جو بات سے ہم یہ نتیجہ اخذ کریں کہ ہم سب جھوٹے اور دھوکے باز ہیں تو معاف کجھے گا شاید بے جانہ ہو گا۔ اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ اس میں جھوٹے اور دھوکے بازی والی کوئی بات ہے۔ سب لوگوں نے بہت ہی مناسب چیزیں مانگی تھیں۔ ہر انسان کو بھی کچھ مانگنا چاہیے۔

بالکل صحیح بات ہے ہر شخص کو بھی کچھ مانگنا چاہیے۔ لیکن کیا ہم اپنی روزمرہ زندگی میں ان سب چیزوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں؟ ہم میں سے کتنے ہیں جو دفتر جاتے ہیں اور عزت نہیں مانگتے؟ لیکن ہم میں سے کتنے ہیں جو کسی کی عزت کرنا چاہتے ہیں؟ ہم میں سے کتنے ہیں جو دوسروں سے پیار مانگتے ہیں؟ لیکن ہم میں سے کتنے ہیں جو دوسروں کو پیار دیتے ہیں؟ ہم میں سے کتنے ہیں جو جنت کی خواہیں کرتے؟ ہم میں سے کتنے ہیں جو واقعی جنت کے لئے کچھ محنت بھی کرتے ہیں؟ تو پھر اپنے گریبان میں جماں کر رہا ہیں کہ کیا ہم واقعی جھوٹے اور دھوکے باز نہیں ہیں؟ کیا ہم واقعی اپنے آپ اور اپنے اللہ کو دھوکا دیتے کی کوشش نہیں کرتے؟ ہمارے ایمان کی پختگی کیا ہے؟ اللہ صرف مسجد میں نہیں اللہ تو ہمارے ہر طرف بلکہ ہمارے اندر ہے۔

یہی حقیقت جان لیتا ایمان کی پختگی ہے اور اسی سے انسان کا کروار سامنے آتا ہے۔ اصل ایمان تو کروار کی پختگی اور اعلیٰ ظرفی ہے۔ اس وقت اشارے پر کھڑے ہونا یا اصول کی پابندی کرنا جب کوئی بھی

دیکھنے والا نہ ہو یہ ہے ایمان کی حقیقت اور کردار کی سچائی۔ ایمان تو یہ ہے کہ سوتے جا گئے، چلتے پھرتے، کام کرتے ہو وقت انسان کو یہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہا ہے۔ آج کل ہم نے اپنی ضروریات کو اتنا زیادہ بڑھایا ہے کہ ہمارا ایمان ہماری زیادہ سے زیادہ روپوں والی نوکری میں، اچھی سے اچھی گاڑی میں اور زیورات کی نمائش میں بڑھ گیا ہے۔ ہم ان تمام چیزوں میں سر سے پاؤں تک اس قدر ذوب بچے ہیں کہ پہنانے کو تیرہ نہیں کر سکتے ان کے بغیر بھی گزاری جاسکتی ہے۔

ہمارا سب سے مضبوط نقطہ نظر یہ ہے ”ایسا ہی ہوتا ہے، ایسا ہی ہوتا آرہا ہے اور ایسا ہی ہوتا رہے گا۔“ یہ تو ایک زندگی کا طریقہ ہے زندگی اسی طرح گزاری جاتی ہے یہ بات کرتے ہوئے ہم Realism کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ یہ ہے کہ پہنچے کے بغیر زندگی ناممکن ہے۔ آج کل جس کی جیب میں روپے نہیں ہیں اس کی کوئی عزت نہیں۔ کچھ دن گزرے ایک بزرگ ہمیں بات سمجھانے کی کوشش کر رہے تھے کہ میراست سال کا تجربہ ہے آج تمہاری جیب میں پہنچے ہیں تو بڑھ بڑھ کر باقی کر رہے ہو۔ کل کو جیب خالی ہو گی تو پچھوں گا کہ کون تمہیں بلاتا ہے اور تمہاری بات بھی سننے کو راضی ہوتا ہے۔

اب ان بزرگوں کو کون سمجھائے کہ حضرت عمرؓ جیسا توی شخص جس کے نام سے پورا عرب کا انتخاب جب اسلام لانے کے بعد آختر پر مکمل ایمان لا چکے تھے تو ان کے گھر میں بھی فاقہ ہوتے تھے۔ ہمارے نبی ﷺ کا اکثر ایک بھور پر گزارا کرتے تھے۔ پہاں پر اگر لوگ یہ بات کہیں کہ وہ زمانے اور تھے اور اپنے آپ کا حضور اکرم ﷺ سے موازنہ کرے تو کوئی بھی ذی ہوش شخص صرف نعمود باللہ ہی کہہ سکتا ہے۔

زندگی تو بہت آسان ہے ہم نے خود اس کو مشکل بناؤ لا ہے۔ خوش اتنی مہنگی چیز تو نہیں ہے جس کے لئے ہمیں مہنگے زیورات اور غروی میتوں خریدنے پڑیں۔ یاد رکھیے خوشی دنیا کی سب سے سستی چیز ہے لیکن جو لوگ خوش ہوتے ہیں وہ دنیا کے امیر ترین لوگ ہوتے ہیں۔ امیر وہ نہیں جس کے پاس بہت چیزیں ہوں بلکہ امیر تو وہ ہے جس کی ضروریات کم ہوں۔ کوشش کریں اپنی ضروریات کو اتنا نہ آگے بڑھائیں کہ کسی کا حق مار کر اپنی ضروریات پوری کرنی پڑیں۔ اللہ تعالیٰ ہمہ بان اور حرم کرنے والا ہے۔ اسی لئے اس نے ہمیں سوچنے سمجھنے کے لئے دماغ دیا ہے تاکہ ہم خود اپنے اور میرے کی تیزی کسیں۔

(بلکر یہ: عمر رضا ہندوستان)

خالی

ہم کہیں ایک ہجوم نہ ہوں۔۔۔

۔۔۔۔۔ ایک دفعہ ایک بادشاہ نے دیکھا کہ ایک دریا پہنچ بنا نے کی ضرورت ہے۔ وہ روز یہ دیکھتا کہ لوگ دریا میں سے گزرتے ہوئے بھیگ کر جاتے ہیں۔ اس نے اپنے مشیروں کو بلا یا اور کہا ”میں یہ چاہتا ہوں کہ اس دریا پہنچ بنا یا جائے۔“ مشیروں نے عرض کی ”جناب ملی بنا نے کے لئے پہنچیں ہیں۔“ بادشاہ نے کہا ”ایسا کرو قرض لے کر یا ادھار کر کے ملی بنا لیتے ہیں جب ملی بنا جائے تو اس پر ایک روپیہ تکمیل کا گدیں گے۔ جو بھی اس ملی سے گزرے گا ایک روپیہ دیتا جائے اور اس طرح کچھ عرصے میں ہماری رقم پوری ہو جائے گی۔“ بادشاہ کا Idea مان لیا گیا اور ملی کی تیزی شروع کر دی گئی۔ جب ملی کامل ہو گیا اور لوگوں کی آمد و رفت شروع ہوئی تو ہر شخص سے ایک روپیہ کا مطالہ کیا جاتا اور وہ ایک روپیہ دیتے ہوئے گزرا جاتا۔ کچھ عرصے بعد مشیر بادشاہ کے پاس آئے اور کہا:

بادشاہ:- ”ہاں بھی اسناق ملی پر لوگ ایک روپیہ دیتے ہیں۔“

مشیر:- جی حضور لوگ دے رہے ہیں اور ہمارا خرچ پورا ہو گیا ہے ”کیا بہم ایک روپیہ لینا چھوڑ دیں۔“

بادشاہ:- ”کیا کسی نے شکایت کی ہے یا کچھ کہا ہے۔“

مشیر:- نہیں حضور کسی نے کچھ نہیں کہا۔

بادشاہ:- یوں کرو کہ اب دور پر لیا کرو۔

مشیر:- یہن کر چلا جاتا ہے اور کچھ عرصے کے بعد آتا ہے۔

بادشاہ:- اب سناؤ کیا حال ہے۔

مشیر:- جناب نہیں بہت فائدہ ہو گیا ہے اور بہت پیسے اکٹھے ہو گئے ہیں۔ اب پیسے لینا چھوڑ دیں؟

بادشاہ:- کیا کسی نے شکایت کی ہے۔

مشیر:- جی نہیں۔

بادشاہ:- یوں کرو اب پانچ روپے لیا کرو۔

کچھ عرصے بعد پھر مشیر آئے اور پھر دی عرض کی۔

بادشاہ:- کیا کسی نے شکایت کی ہے۔

مشیر:- جی نہیں۔

بادشاہ:- یوں کروپیں کی دوسری جانب ایک جلاڈ کو چھڑی دے کر کھڑا کر دو۔ جب بھی کوئی پانچ روپے دینا ہوا پل پار کر کے دوسری جانب جائے تو جلاڈ اس کی چھڑی سے مرمت کرے۔

مشیر:- مشیر حیران تو ہوئے لیکن پھر جل پڑے اور بھی حکم بجالائے۔
کچھ عرصے بعد مشیر جب دوبارہ آئے اور بادشاہ نے پوچھا کہ کوئی ہدایت تو نہیں آئی تو مشیر نے عرض کی۔

مشیر:- جناب ایک ہدایت آئی ہے۔

بادشاہ: بھی خوش ہوا کہ شکر ہے کسی کو تعقل آئی۔

بولا: ہاں تاؤ کیا بات ہے۔

مشیر:- جناب لوگ کہہ رہیں ہیں کہ دوسری جانب آپ نے جہاں ایک جلاڈ کو کھڑا کیا ہے وہاں تین جلاڈ ہونے چاہیں ایک جلاڈ کی وجہ سے لائیں گی ہو جاتی ہے اور ہمارا کھڑے کھڑے کافی وقت ضائع ہو جاتا ہے۔

کیا یہ لوگ ایک قوم ہیں یا ایک ہجوم۔ ان کے ساتھ جو بھی کرتے جاؤ یہ بدراشت کرتے جاتے ہیں۔ ایسی صورت حال اس وقت پیدا ہوتی ہے جب لوگ نہ صرف اپنے فرائض سے غافل ہوتے ہیں بلکہ اپنے حقوق کے بارے میں بھی نہیں جانتے۔ پچھلے پچاس سالوں سے ہم کچھ اس طرح سے سختیاں سنتے چلے آئے ہیں کہ اب تو ان تمام خیتوں کی عادت سی ہو گئی ہے۔

اتنے ماوس صیاد سے ہو گئے ہیں
اب رہائی طی ہے تو جی نہ پائیں گے

جب اپنے بادشاہوں کی کار سائیوں کو دیکھا جائے تو صورت حال کچھ اس سے مختلف نہیں نظر آتی۔
لیکن ہم اپنے بادشاہوں اور شہزادوں کی کار سائیوں کا روتا ہی رو تے رہیں گے یا پھر کچھ اپنے حالات آپ بدلتے کے اصول کی طرف بھی توجہ دیں گے۔ یہ بات حیران کن ہے کہ جب نہیں depress ہونے کا موقع ملتا ہے تو ہم خوب سرد ہتے ہیں۔ اور بیان کیا گیا واقعہ اور شعر یقیناً آپ کو پسند آیا ہو گا اور آپ پا احتیار کہہ اٹھیں ہو گے کہ ”بالکل کچھ ایسا ہی ہوا ہے“، اور وہ کیا شعر کے ذریعے انسان کی ناکامیوں کی خوبصورت تصویر کھینچی گئی ہے۔ لیکن اس شعر کے بارے میں کیا خیال ہے۔

خالی

تندیٰ پادِ مخالف سے نہ گبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے
(اڑ چھپائی)

”میں دیکھ رہا ہوں کہ پاکستان دنیا کی ایک عظیم ترین قوم بنے گی۔“

(قائدِ اعظم کا خطاب پہلی قانون ساز اسمبلی)

علامہ اقبال اور قائدِ اعظم کے یہ پیدائش اور یہ موقت پر ہم کچھ تو بڑی گرم جوشی سے مناتے ہیں لیکن کیا ان کے افکار کا بھی ہم نے اتنی ہی گرم جوشی سے بھرم رکھا ہے۔

ہاں ہم ایک زندہ قوم کی حیثیت سے جانے جانا چاہتے ہیں نہ کہ صرف ایک ہجوم کی حیثیت سے۔

(بیکریہ: عمر رضا ہنفی)

”روشن راہیں“

اعتماد پیدا کر کے
شور بیدار کر کے
محبت پیدا کر کے
انسانیت کی خدمت کر کے
نسلی امتیازات ختم کر کے
فرقوں کو مکسر توڑ کر
نئی آمنگ اور نئے جذبے کے ساتھ
ہمیں آگے بڑھنا ہے
ہمیں یہ کام کرنا ہے
یہ کام محنت طلب اور
کٹھن ضرور ہے
لیکن!
ناممکن تو نہیں
ہاں!

ہمیں یہ کام کرنا ہے
روشنی کی کرن بن کر
روشن راہیں معین کر کے
ہمیں یہ کام کرنا ہے

(بظکریہ: عظیمی سلطانہ)

ادارہ ہذا کی جانب سے یہ چھوٹی سی کوشش کسی مالی فائدے کے لئے نہیں بلکہ زندگی کے اصل شعور کو اجاگر کرنے کے لئے کی گئی ہے۔ ہماری پوری کوشش ہے کہ اپنی خواہشات کو روکرتے ہوئے اللہ کے کلام کو صحیح طرح سے سمجھا جائے۔ اسی پر عمل کیا جائے۔ اگر اس کلام کو سمجھنے میں ہم سے کوئی کوتاہی ہو گئی ہو تو ہمیں اس کے بارے میں آگاہ ضرور کیجئے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں، آپ کو اور تمام عالمِ اسلام کو صحیح علم سمجھنے، اس کو اپنانے اور آگے پھیلانے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے اور اس کا اجر عطا فرمائے۔ (آمین)

ناشر

انا کے جھوٹے خول سے نکل کر
دل و دماغ کے روشن درپھوں سے
قدرت کے سنبھلی ضالبوں سے
ہمیں اپنی زندگی کی پکھڑا ہیں معین کرنا ہیں
اس کا نبات کا سکون
وابس لوٹانا ہے
آن بے راہ بے مقصد اور بے سکون لوگوں کی زندگیوں میں
ایک بار پھر سے
بھر پور زندگی اور امید کی شمع کو روشن کرنا ہے
ایک بے مقصد جووم کو
بامقصد قوم بناتا ہے
اس سے پہلے کہ بہت دیر ہو جائے
اس سے پہلے کہ ہر فرد اپنی شناخت کھو دے اور
اس تباہی کا حصہ بن جائے
ہمیں اپنے ہے کا کام کرنا ہے
لوگوں کو
علم دے کر
زندگی گزارنے کا ڈھنگ سکھا کر
ایمان کی دولت مضبوط بنا کر
خود انحصاری کے ساتھ

قومی سطح پر: یا ایک مکمل نقش فراہم کرتا ہے کہ ایک صحیح فلاجی مملکت کو کیسا ہونا چاہیے۔ یہ اس کے تمام اراکین کے کردار اور فرائض پر روشنی ڈالتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ تعلیمی، سیاسی، دفاعی اور معاشری (بشمل بینکاری اور تجارتی) کے نظام سمیت مختلف ظاموں کے بارے میں بھی بتاتا ہے۔ اس میں اسلامی ریاستوں کے ساتھ ساتھ غیر اسلامی ریاستوں سے تعلقات اور اچھی حکومت کے قواعد بھی بتائے گئے ہیں۔

عالیٰ مکالمہ سطح پر: یہ انسانی و حیوانی حقوق، احوالیاتی شخظ وغیرہ سے متعلق ہنکوک کی وضاحت کرتا ہے۔

مندرجہ بالا ہر سطح پر تمام موجودہ نظام اپنے اندر پائے جانے والے ضابطوں میں پائی جانے والی خامیوں کی وجہ سے متاثر ہو رہے ہیں۔ ہمیں پورا یقین ہے کہ لوگوں اور اقوام کی اسلام کے موضوع اور اس کی اصل روح کے بارے میں چہالت ہی اصل مسئلہ ہے۔

لوگوں کو آگئی دینے اور اسلامی اصولوں پر عمل کرنے کا خواہشند ہنانے میں دو بڑی رکاوٹیں ہیں۔ پہلی رکاوٹ یہ ہے کہ لوگ اپنے مخصوص عقائد اور اعمال سے جڑے رہنے کے بارے میں بہت کچھ ہیں جس کی وجہ صرف یہ ہے کہ نسل وہ ہمارے معاشرے میں موجود ہے ہیں اور یہ رسماں اور عقائد معاشرتی معیار کا مضبوط حصہ بن چکے ہیں۔ دوسری رکاوٹ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مابین رانگ ٹھانٹ نظریات ہیں مثلاً یہ کہ اسلام (یا کوئی بھی مذہب) صرف ایک ذاتی معاملہ ہے اور گھریلو زندگی اور کسی کام سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اسی پختہ عقیدے کی وجہ سے بہت سے لوگ صرف ان اصولوں کو اپنا لیتے ہیں جو ان کے لیے آسان ہوتے ہیں اور باقی جو آسان نہیں ہوتے ان کو وہ رد کر دیتے ہیں۔

1995 سے اپنے عوامی اور اجتماعی سینیما روز اور اس کے ساتھ ساتھ مشاورت اور کوچنگ کی خدمات کے ذریعے ہم نے اسلام کے حقیقی معنی سیکھائے ہیں۔ ہمارا مقصد اسلام کا جدید روپوں سے متعلق سائنس اور اسلام کے تین امترانج کا ملап ہے اور ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس کے جوابی تاثرات اور راءے ناقابل یقین ہے۔ ہم اپنے کام سے بے حد مطمئن ہیں کیونکہ لوگ اسلامی اقدار کے پیچے پہنچ عقل و دانش کو سمجھنے کے ساتھ ساتھ انہیں اپنی ذاتی اور پیشہ و رانہ زندگیوں سے مسلک کرنا سیکھ کر گئے ہیں۔ انہوں

”چہالت کے خلاف جنگ“

میں ہمارا ساتھ دیں

اسلام علیکم! اسلام تاریکی میں ہمارے لیے جملہ اتنی روشنی ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ اس حقیقت کو سراہیں گے کہ پہلی بار ایسے کام کی جدوجہد کی جاریتی ہے جو اسلام کی تعلیمات کو جدید روپوں اور انتظامی سائنس سے مسلک کرتا ہے۔ ہمارا مقصد افراد، خاندانوں، معاشروں اور بالآخر تمام انسانی نظام کے معیار زندگی کو بلند کرنا ہے اور ہم جدید زندگیوں میں اسلامی اصولوں کی سوچ پیدا کرتے ہوئے ایسا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ہمیں پورا یقین ہے کہ اسلام محض مذہبی عقیدے سے کچھ بڑھ کر تھا کیونکہ یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو ایک کامیاب، خوبگوار اور پہام معاشرے کی تکمیل کے لئے رہنمای اصول فراہم کرتا ہے۔ یہ رہنمای اصول زندگی کے ہر پہلو کا احاطہ کرتے ہیں۔

انفرادی سطح پر: یہ انفرادی کامیابی، صحت، بھلائی اور تعلقات وغیرہ جیسے topics کا احاطہ کرتا ہے۔

خاندانی سطح پر: مختلف مسائل مثلاً خاندان کے ہر کن کے دوسروں پر حقوق و فرائض وغیرہ کو زیر بحث لا کر مسرو پر سکون خاندانوں کی تعمیر کے لئے رہنمای اصول فراہم کرتا ہے۔

تنظیمی سطح پر: اس میں ایک کامیاب کاروباری تخلیق اور انتظام پر بھی توجہ دی گئی ہے اور اس کے بہت سے پہلو مثلاً قیادت، کاروباری اخلاقیات، گاہوں کے حقوق، درکرزا اور میجرز کے تعلقات اور فرائض، انتظامی ذرائع اور طبقات سے بالاتر ہو کر تنظیموں کے کردار کے بارے میں بھی رہنمای اصول مہیا کرتا ہے۔

خالی

نے اس سچائی کی حقیقت کو تسلیم کر لیا ہے کہ اسلام صرف اخلاقیات کے ایک سیٹ سے بہت بڑھ کر ہے اور اس کی مکمل پیداواری ہمیں ایک دیرپا انفرادی اور جماعتی کامیابی، خوشی اور سکون کی طرف لے جاتی ہے۔

ہمیں ہزاروں کامیابی کی داستانیں سننے کو ملیں جو کہ ہمارے کام کے مہیا کردہ علم اور ناخیں کا نتیجہ تھیں۔ یوں ہم یعنی Ace Team نے تائج سے حوصلہ پکڑتے ہوئے ایک قدم اشاعت کی دنیا کی طرف بڑھایا۔ 1999 سے ہم ایسے زبردست نمایاں کام کرتے رہے ہیں جنہوں نے مختلف مسائل پر تحقیق میں ہماری مدد کی۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم کتابوں اور پیغام شائع کرتے رہے ہیں۔ ہماری بہت سی کتابیں مارکیٹ میں آجھی ہیں اور بہت سی آنے والی ہیں۔ تنظیمی پلٹر، قیادت اور تبدیلی کے انظام کے میدانوں میں تین تحقیقی منصوبے بھی کئی دوسرے منصوبوں کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں جنہیں ہم مستقبل میں شروع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

ہمارے تمام ریسرچ پروگرامز اور کئی بلا معاوضہ سیمینارز کے لئے فنڈز مصنف کی معاوضاتی مشاورتوں اور تربیتی پروگراموں سے حاصل کئے گئے۔ تاہم مزید ریسرچ، اشاعت اور طبقاتی بنیاد پر سیمینارز کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ہم کچھ وقت معاوضاتی مشاورت، تریننگ اور کوچنگ کو دیتے رہے ہیں۔ اس لیے اپنے ناکافی وسائل میں اللہ کی مدد کے ساتھ ہم امید سچائی، انصاف اور سکون کا پیغام پھیلانے کے لئے حتی المقدور کام کر رہے ہیں۔ تاہم پھر بھی یہ بہت بڑا کام ہے اور اس لئے ہم پیدا وی خدمات کی تلاش میں ہیں جو جہالت کے خلاف جنگ لڑنے میں ہماری مزید مدد کر سکے۔ آپ جہالت کو مٹا کر ہماری اس کوشش میں ہماری مدد کر سکتے ہیں۔ تاہم اس بات کو یقینی نہیں کہ ایسا آپ تب ہی کر سکتے ہیں اگر آپ ہمارے کام جو کہ واقعی "زندگی بدل دینے والا ہے" کی سچائی پر یقین رکھتے ہیں جو کہ لوگوں معاشرے اور قوم دنیا میں ان کے معاشرتی، اخلاقی اور مذہبی عقائد سے بالاتر ہو کر واضح فرق پیدا کر سکتا ہے۔ اگر آپ کسی بھی طریقے سے ہماری مدد کرنا چاہتے ہیں تو مزید معلومات کیلئے ہم سے رابطہ کیجئے:

www.aceone.org or Email: info@aceone.org

پادری کی خدمتِ خلق سے بڑھ کر کوئی خدمت نہیں۔ اجتماعی بہبود کی جدوجہد کی تجھیں میں ہماری مدد کریں۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

خاتمی